نام کتاب ——— نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق اور اس کے تقاضے
طبع اوّل (اپریل 2004ء) ——— 1000
زیرِ اہتمام ——— انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
قیمت ——— -/10 روپے

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت، درخشاں، فیز 6، ڈیفنس فون: 23-5340022
ای میل: karachi@quranacademy.com
2- 11- داؤد منزل، نزد فریسکو سویٹ، آرام باغ فون: 2216586 - 2620496
3- حق اسکوائر، عقب اشفاق میموریل ہسپتال، بلاک C-13، گلشنِ اقبال فون: 65-4993464
4- دوسری منزل، حق چیمبر، بالمقابل بسم اللہ تقی ہسپتال، کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی فون: 4382640
5- قرآن مرکز، نزد مسجد طیبہ، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 فون: 5078600
6- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل، بلاک ”K“، ناظم آباد فون: 6674474
7- C-113، مادام اپارٹمنٹس، شاہراہِ فیصل، نزد ڈرگ روڈ گیٹ، ایئر پورٹ فون: 4591442
8- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل بی ایریا بلاک 9 فون: 6337361
9- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن فون: 66901440
10- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق

اور اس کے تقاضے

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ
الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ (الاعراف : 156 - 157)

☆ تمہیدی نکات :

- ربیع الاوّل کے مہینے کو نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے ایک خاص نسبت ہے۔ معروف سیرت نگاروں کی مستند تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت 9/ ربیع الاوّل کو اور وصال 12/ ربیع الاوّل کو ہوا۔ ان سیرت نگاروں میں علامہ شبلی نعمانی، قاضی سلیمان سلمان منصور پوری، مولانا صفی الرحمان مبارکپوری اور محمود پاشا فلکی شامل ہیں۔
- اسلام میں کسی برگزیدہ ہستی کی تاریخِ ولادت یا وصال کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ قرآنِ حکیم میں صرف ان انبیاء کی ولادت کا ذکر ہے جن کی پیدائش عام دستور سے ہٹ کر معجزانہ طریقہ سے ہوئی جیسے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ۔ نبی اکرم ﷺ کی

ولادت کا سرے سے ذکر ہی نہیں البتہ آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر ہے جس کے معنی پیدائش کے نہیں ہیں۔ بعثت قرآنِ مجید میں کئی مفاہیم میں استعمال ہوا ہے :

1 - بھیجنا ۔ اسی معنی میں یہ لفظ نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کے لئے قرآن میں استعمال ہوا ہے ۔ جیسے سورۂ آلِ عمران آیت **164** میں آیا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

"اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک رسولؐ بھیجا"

اس معنی میں یہ لفظ دیگر مخلوقات کے لئے بھی آیا ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا

اور اللہ نے بھیجا ایک کوا (المائدہ: **31**)

2 - مقرر کرنا :

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ﴿﴾

بے شک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے (البقرۃ: **247**)

3 - مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا :

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

اُس روز اللہ ان سب کو زندہ کرے گا (المجادلۃ: **6**)

4 - کھڑا کرنا :

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا

اور اُس روز ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ (النحل: **84**)

5 - عذاب نازل کرنا :

هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

وہ قدرت رکھتا ہے کہ تم پر بھیج دے عذاب (انعام: **65**)

6 - مسلط کرنا :

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

ہم نے مسلط کئے تم پر اپنے وہ بندے جو شدید جنگ جُو تھے (بنی اسرائیل: **5**)

عیسائیوں کے ہاں یومِ پیدائش یا سالگرہ کی اہمیت ہے اور انہوں نے عیسوی سال کی تقویم کا آغاز حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے کیا۔ اس کے برعکس صحابہ کرامؓ نے قمری سال کی تقویم کا آغاز ہجرت جیسے عظیم قربانی وایثار کے عمل سے کیا۔

- صحابہ کرامؓ کے بارے میں ماہِ ربیع الاول میں سیرت کے موضوع پر جلسوں، جلوسوں یا جشن کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ وہ سارا سال نبی کریم ﷺ کی سیرت کو یاد رکھتے اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے تھے۔ ہمارا عمل کا معاملہ تو بہت کمزور ہے جس کی تلافی ہم ماہِ ربیع الاوّل میں جلسوں اور جلوسوں میں جوش وخروش دکھا کر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- ایک داعی کی مثال اس کسان کی سی ہوتی ہے جو زمین میں بیج ڈالنے کے لئے سازگار موسم کا منتظر ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے ماہِ ربیع الاوّل میں سیرت کے موضوع پر بیانات کی یہ افادیت ہے کہ اس ماہ میں سیرت پر بڑے ذوق وشوق سے جلسے، جلوس اور اخبارات میں مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہوتا ہے، لہٰذا ایسے میں لوگوں کو سیرت کے عملی پہلو کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فضا زیادہ سازگار ہوتی ہے۔

☆ **سیرت پر بیان کے دو اسلوب :**

- نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر گفتگو کے دو اسالیب ممکن ہیں :

-1 آپ ﷺ کے ذاتی محاسن بیان کرنا اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت اور درود و سلام بھیجنا۔

-2 سیرت سے رہنمائی لیتے ہوئے عملی اعتبار سے اپنے جملہ معاملات میں سنتِ رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنا۔

- آپ ﷺ کے ذاتی محاسن بیان کرنے کے اعتبار سے تو ہر وہ شخص جو آپؐ کو نبی تسلیم کرتا ہے خود کو عاجز محسوس کرتا ہے۔ کسی نبی کے مقام سے تو کوئی نبی ہی واقف ہوسکتا ہے، پھر نبی بھی وہ جو درجہ میں اُس نبی سے بلند ہو۔ نبی اکرم ﷺ تو تمام انبیاء کے بھی سردار ہیں اور آپ کا ذکر تو خود اللہ نے بلند کردیا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کردیا (الانشراح: 4)۔

لہٰذا آپ ﷺ کے اصل مقام و عظمت کو تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور بقول غالب:

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است!

ہمارے لئے تو ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کا بڑا پیارا ذریعہ ہے کہ ہم کثرت سے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿﴾

"اللہ اور اُس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں مومنو! تم بھی اُن ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔" (الاحزاب: 56)

- سیرت پر گفتگو کے حوالے سے ہماری اصل توجہ عملی پہلو پر ہونی چاہیئے۔ جو شخص عملی طور پر آپ ﷺ کی سنت پر کاربند نہیں ہوتا تو اس کے لئے وعید ہے:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (متفق علیه)

"جس نے جان بوجھ کر میری سنت کو ترک کیا اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں"

☆ قرآنِ حکیم میں سیرت کے حوالے سے عملی رہنمائی:

قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے عملی رہنمائی بیان کی گئی ہے۔ انہیں میں سے ایک اہم مقام سورۃ الاعراف کی آیت 157 ہے۔

* آیت کا پس منظر:

سورۃ الاعراف آیات 155 - 156 میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰؑ بارگاہِ خداوندی میں اپنی قوم کے لئے دعا کرتے ہیں کہ:

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ﴿﴾
وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ

"(اے اللہ) تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین

بخشنے والا ہے۔اور ہمارے لئے مقدر فرما دے بھلائی دنیا و آخرت میں، بلاشبہ ہم
تیری ہی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔"

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اس دعا کے جواب میں ارشاد فرمایا :

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ
"اور میری رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے"

بلاشبہ ہر مخلوق پر اللہ کی ایسی بیش بہا نعمتیں ہیں کہ ہم اُن کا شمار نہیں کر سکتے :

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو گے (ابراہیم : **34**، النحل : **18**)

بقول شیخ سعدیؒ ہمارے لئے ہر سانس پر اللہ کے حضور دو شکر واجب ہیں۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ
"میں بالخصوص اسے (یعنی رحمت کو) لکھ دوں گا ان لوگوں کے لئے جو پرہیز کریں گے (میری) نافرمانی سے، ادا کریں گے زکوٰۃ، ایمان رکھیں گے ہماری آیتوں پر اور جو پیروی کریں گے رسول ﷺ کی۔"

گویا اللہ کی رحمتِ خاص اُن لوگوں کے لئے ہے جو :

1- جو تقویٰ کی روش اختیار کریں یعنی اخلاصِ نیت کے ساتھ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔

2- اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے زکوٰۃ دیں یعنی مال خرچ کریں۔

3- آیاتِ الٰہی پر ایمان رکھیں جو متذکرہ بالا مالی و بدنی عبادت پر دوام کا ذریعہ ہیں۔

4- رسول ﷺ کی اتباع کریں۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل بھی کئی رسول بھیجے لیکن لفظِ رسول کا کامل اطلاق آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر ہوتا ہے۔آپؐ سے قبل رسول کسی خاص قوم کی طرف اور کسی خاص دور کے لئے تھے لیکن آپؐ کی رسالت تمام نوعِ انسانی کی طرف اور رہتی دنیا تک کے لئے ہے :

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف : **158**)

"(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"

ہر نبی کا کوئی خاص لقب ہے جیسے ادمُ صفیُّ اللّٰہِ، نوحٌ نجیُّ اللّٰہِ، ابراھیمُ خلیلُ اللّٰہِ، اسمٰعیلُ ذبیحُ اللّٰہِ، موسٰی کلیمُ اللّٰہِ، عیسٰی روحُ اللّٰہِ لیکن نبی اکرمؐ کا لقب ہے محمدٌ رسولُ اللّٰہِ (الفتح : **29**)۔اس نکتہ کی تفصیل آیت **157** کے تحت آرہی ہے۔

☆ آیت 157 :

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ --- "جو اتباع کریں رسول ﷺ کی"

- نبی اکرم ﷺ کی اتباع اللہ کی رحمتِ خاص کے حصول کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ اس کی وجہ سے انسان کو قرآنِ کریم سے نعمتِ ہدایت بھی حاصل ہوتی ہے :

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اور اُن ﷺ کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت حاصل کرو (الاعراف : **158**)

اور اتباعِ نبوی ﷺ کے ذریعہ بندہ کو اللہ کی محبت اور گناہوں پر بخشش بھی ملتی ہے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿﴾

"اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا" (آلِ عمران: **31**)

- اتباع سے مراد ہے احکامات کا انتظار کیے بغیر دلی محبت کے ساتھ پیروی کرنا یعنی زندگی کے ہر معاملے میں نبی اکرمؐ کی پسند وناپسند کا خیال رکھنا اور تمام امور حتیٰ کہ معمولاتِ زندگی میں بھی آپؐ کی ہر ہر ادا کی پیروی کرنا۔

اتباع = اطاعت + محبت

اتباعِ نبویؐ کا پہلا جز ہے آپ ﷺ کی اطاعت۔ قرآنِ حکیم میں **11** بار اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسولؐ کی اطاعت کا حکم وارد ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

"اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس لئے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔" (النساء: **64**)

اللہ کی اطاعت 'رسولؐ' کی اطاعت کے ذریعہ ہوتی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

"جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔" (النساء: **80**)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"جس نے میری اطاعت کی اُسی نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔ (متفق علیہ)

اتباعِ نبویؐ کا دوسرا جز ہے آپ ﷺ سے دلی محبت۔ حدیث مبارکہ ہے:

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے والد، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں (متفق علیہ)

نبی اکرم ﷺ کی دو شانیں:

اَلنَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ
فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
"جو نبی اُمّی ہیں، جن (کے ذکرِ مبارک) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں"

آیت کے اس حصہ میں نبی اکرم ﷺ کی دو شانیں بیان ہو رہی ہیں یعنی آپ ﷺ اُمی ہیں اور آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے۔

اُمّی کا مفہوم:

اُمّی کے لفظی معنی اَن پڑھ کے ہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ البقرہ آیت **78** میں کہا گیا:

مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ

" ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب کا علم نہیں رکھتے"

اُمّی ہونا کسی انسان کے لئے کوئی صفتِ مدح نہیں بلکہ ایک عیب سمجھا جاتا ہے، مگر رسولِ کریم ﷺ کے علوم و معارف اور خصوصیات اور حالات و کمالات کے ساتھ اُمّی ہونا آپ کے لئے بڑی صفتِ کمال بن گئی ہے جس کے مظاہر ہیں:

1- آپ ﷺ کی عمر شریف کے چالیس سال مکہ مکرمہ میں سب کے سامنے اس طرح گزرے کہ کسی سے نہ ایک حرف پڑھنا سیکھا۔ چالیس سال کی عمر ہونے پر یکایک آپ کی زبانِ مبارک پر وہ کلام جاری ہوا جس کے ایک چھوٹے سے حصہ کی مثال

لانے سے ساری دنیا عاجز ہوگئی۔ ان حالات میں آپ کا اُمّی ہونا آپ کے رسول من جانب اللہ ہونے اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر ایک بہت بڑی شہادت ہے۔

2- اگر آپ ﷺ دنیا میں کسی انسان سے کوئی علم سیکھتے تو وہ انسان استاد ہونے کے ناطے آپ ﷺ پر ایک اعتبار سے فضیلت حاصل کرتا اور یہ بات حکمتِ خداوندی کے خلاف ہوتی۔ آپؐ کو تو اللہ نے تمام انبیاء پر بھی فضیلت دی ہے۔

3- آپ ﷺ تاریخِ انسانی میں وہ واحد ہستی ہیں جو شاگرد نہیں بنی لیکن معلم بن گئی۔ انسانیت کو آپ ﷺ نے ایسے بیش بہا علوم اور بے نظیر حقائق و معارف کی تعلیم دی کہ آپ ﷺ کا ایک اُمّی محض ہونا ایک ایسا کھلا ہوا معجزہ بن گیا ہے جس کا اعتراف کرنے پر آپ ﷺ کے مخالفین بھی مجبور ہوگئے۔

تورات میں آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک :

’’اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔‘‘

(استثنا، ب 18 : 15-19)

’’خدا سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا، فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا، دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔‘‘ **(استثنا، ب 33 : 2)**

’’دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا ہوں، برگزیدہ ہے جس سے میرا جی راضی ہے۔

میں نے اپنی روح اس پر رکھی، وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا، اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے گا۔‘‘

(یسعیاہ، ب 42 : 1-4)

انجیل میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک :

’’یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔‘‘ (متی، ب **21 : 42-44)**

’’اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔‘‘ (یوحنا، ب **14 : 17)**

’’اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔‘‘ (یوحنا، ب **14 : 31)**

اتباعِ نبوی ﷺ کے لئے تین اہم امور :

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

’’وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کیلئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اتارتے ہیں اُن (کے سر اور گردن) پر سے بوجھ اور طوق۔‘‘

- آیت کے اس حصہ میں اتباعِ نبویؐ کے لئے تین اہم امور بیان کیے جا رہے ہیں :

1- امر بالمعروف ونہی عن المنکر

2- حلال وحرام کی تمیز

3- مشرکانہ وجاہلانہ عقائد واعمال سے اجتناب

1- امر بالمعروف و نھی عن المنکر :

- امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا دعوت الی اللہ کے فریضہ کو اتباعِ نبوی ﷺ سے خاص تعلق ہے۔ سورۂ یوسف آیت **108** میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

"کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں دعوت دوں اللہ کی طرف میں یہ کام پورے شعور سے کر رہا ہوں اور وہ بھی جو میری اتباع کرتا ہے۔"

- قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دس مقامات پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ ان میں ایک اہم مقام سورۂ آلِ عمران کی آیت **110** جس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو اس امت کا مقصد اور فرضِ منصبی قرار دیا گیا :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

"تم بہترین امت ہو جسے اللہ نے لوگوں کی رہنمائی کے لئے اٹھایا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

اگر امت اس ذمہ داری سے پہلو تہی کرے گی تو گویا اپنے مقصد کو چھوڑ دے گی اور اللہ کی طرف سے سزا کی مستحق ٹھہرے گی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ
اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ
فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ (ترمذی)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب برپا کرے گا، اس کے بعد تم اس سے دُعا کرو گے تو تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی۔"

اگر امت بحیثیتِ مجموعی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے غافل ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس کے لئے رہنمائی ہے سورۂ آلِ عمران کی آیت **104** میں :

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿﴾

"تم میں سے ایک جماعت تو لازماً ایسی ہونی چاہیئے جو خیر کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

اس آیت کی رو سے فلاحِ اخروی کے حصول کے لئے ہمیں کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہونا چاہیئے جو دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہو۔

2- حلال و حرام کی تمیز :

- نبی اکرم ﷺ نے قرآنِ حکیم اور اپنے ارشادات کے ذریعہ ہمیں مال، خوراک، لباس اور جنسی جذبات کی تسکین کے حوالے سے حلت وحرمت کے احکامات دیے ہیں۔ آپ ﷺ کی اتباع کا تقاضا ہے کہ ہم ان احکامات کی سختی سے پابندی کریں۔

- مال اور خوراک کے حوالے سے ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں :

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اور باہم ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ (البقرہ : **188**)

اس سے مراد ہے مال اس طرح کمانا کہ کسی اور کا حق نہ مارا جائے، کسی فرد یا ملک وملت کا نقصان نہ ہو اور کسی کی مجبوری یا لاعلمی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں (طٰہٰ : **81**)

طیب سے مراد ہے وہ شے جسے اللہ نے حلال کیا، جس میں کسی شرک کی آمیزش نہ ہو، جس کے حصول میں کوئی حرام، گناہ یا کسی غلط کام سے تعاون کا عنصر شامل نہ ہو۔ جو لوگ مال یا خوراک کے حوالے سے حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے ان کی کوئی عبادت یا دعا قبول نہیں ہوتی (مسلم)۔ دنیا میں ایسے لوگ قلبی سکون اور چین سے محروم ہو جاتے ہیں اور آخرت میں جنت سے محروم اور جہنم کا شکار ہوجائیں گے۔(مسند احمد)

- لباس کے حوالے سے درج ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے:

i- لباس ساتر ہو یعنی انسان کے ستر کو ڈھانپ دے اور ایسا باریک نہ ہو کہ پہننے کے باوجود جسم کے پوشیدہ حصوں کے خدوخال نمایاں ہو رہے ہوں۔

ii- لباس میں اسراف یا تبذیر نہ ہو۔

iii- لباس متکبرانہ نہ ہو اور نہ ہی زمین پر گھسٹ رہا ہو۔

iv- خواتین مردانہ لباس نہ پہنیں اور مرد خواتین کا سا لباس نہ پہنیں۔

v- غیر مسلم قوموں کے لباس کی نقالی نہ کی جائے۔

vi- مرد ریشمی لباس اور سونے کے زیورات سے اجتناب کریں۔

vii- خواتین محرم مردوں کے سامنے ستر کا اور نامحرم مردوں کے سامنے حجاب کا اہتمام کریں۔

- جنسی جذبات کی تسکین کے حوالے سے سورہ نساء آیت **23** میں محرمات کی فہرست دے دی گئی اور بتادیا گیا کہ ان کے علاوہ دیگر خواتین سے بذریعہ نکاح تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ ان حدود وقیود کی پابندیاں نہ کریں ان کے بارے میں سورہ مومنون آیت **7** میں وعید ہے:

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

اور جو لوگ (جنسی تسکین کے لئے) اس کے سوا کوئی اور راہ اختیار کریں گے
وہی لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے سورہ نور آیت **19** میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

" بلاشبہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی پھیلے، ان کے لئے
دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے"۔

3- مشرکانہ و جاہلانہ عقائد و اعمال سے اجتناب

اتباع نبوی ﷺ کا تیسرا گوشہ ہے ان بوجھوں سے خود بھی اور نوع انسانی کو آزاد کرنا جو مشرکانہ عقائد و اوہام، بدعات اور رسومات کی صورت میں وبال جان بن جاتے ہیں۔ مشرکانہ عقائد کی وجہ سے لوگوں کو کیسی شدید جسمانی مشقتیں اور مالی نقصانات

اٹھانا پڑتے ہیں۔مشرکانہ اوہام کی وجہ سے معبودانِ باطل یا دیگر اسباب دنیوی کا خوف طاری ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کے لئے مال، اولاد اور مویشیوں کی بھینٹیں چڑھانی پڑتی ہیں۔خوشی کے موقع پر رسومات کے طومار اور غمی کے موقع پر بدعات کی وجہ سے غریبوں کا جینا دوبھر ہوجاتا ہے۔نبی اکرم ﷺ رحمۃ العالمین ہیں۔اگر آپ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کیا جائے تو ان بوجھوں اور گردن کے طوقوں سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے تعلق کی چار بنیادیں :

> فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿﴾
>
> ”توجولوگ اُن پر ایمان لائے اور ان کی توقیر وتعظیم کی اور ان کی مدد کی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی، وہی کامیاب ہونے والے ہیں“

- سورۂ اعراف آیت **157** کے اس آخری حصہ میں نبی کریمؐ سے ہمارے تعلق کی چار بنیادیں بیان کی گئی ہیں:

1 - آپ ﷺ پر ایمان لانا

2- آپ ﷺ کی توقیر وتعظیم کرنا

3 - آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کرنا

4- آپ ﷺ کے ساتھ نازل ہونے والے قرآن کریم کی پیروی کرنا۔

تعلق کی پہلی بنیاد : **ایمان**

نبی کریمؐ پر ایمان سے مراد ہے اس بات کا اقرار و یقین کہ :

- آپؐ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔
- آپؐ کی رسالت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف ہے۔
- آپؐ کی رسالت رہتی دنیا تک ہے۔
- آپؐ پر اللہ کا آخری کلام قرآنِ مجید نازل ہوا جو ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔

ایمان کے دو درجات ہیں :

1- اِقْرَارٌ بِاللِّسَان　　**2**- تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْب　(ایمان مجمل)

- اگر صرف زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین نہیں تو یہ نفاق ہے :

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ (مائدہ: **41**)

”وہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دل ایمان نہیں لائے۔“

- اگر صرف دل میں یقین ہے اور زبان سے اقرار نہیں تو یہ کفر ہے :

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ (نمل : **14**)

”انہوں نے انکار کیا (معجزات کا) جبکہ اُن کے جی یقین کر چکے تھے۔“

- دنیا میں قانونی طور پر مومن ہونے کی بنیاد زبان سے اقرار ہے :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (نساء: **94**)

”اور نہ کہو اس کو جو تمہیں سلام پیش کرے کہ تم مومن نہیں ہو۔“

- آخرت میں حقیقی مومن قرار پانے کے لئے زبانی اقرار کے ساتھ دل والا یقین بھی ضروری ہے۔منافقین نبیؐ کے پیچھے نمازیں پڑھنے کے باوجود جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (نساء: **145**)

”بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔“

ہمارے ایمان کی کیفیت کیا ہے؟ اس کا تجزیہ ہم رسول پاک ﷺ کے درج ذیل ارشاد کی روشنی میں کر سکتے ہیں:

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشِ نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں“ (از شرح السنة فی اربعین و مشکوٰة)

تعلق کی دوسری بنیاد : **توقیر و تعظیم**

نبی اکرمؐ پر ایمان کا فطری و لازمی نتیجہ ہے آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم۔ سورۃ الحجرات آیت: 2 میں فرمایا گیا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

”مومنو اپنی آواز کو نبیؐ کی آواز پر بلند نہ کرو اور انؐ کے سامنے اس طرح اونچی آواز میں گفتگو نہ کرو جس طرح آپس میں کرتے ہو ورنہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی“

اگر محض آواز بلند کرنے پر اعمال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو اندازہ کیجئے نبیؐ کی حکم عدولی اور نافرمانی پر کتنا عظیم خسارہ ہوگا

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ

”اس روز چاہیں گے کافر اور وہ لوگ جنہوں نے رسول ﷺ کی نافرمانی کی کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔“ (النساء: 42)

تعلق کی تیسری بنیاد : **نبی اکرمؐ کی نصرت**

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی اکرمؐ کی نصرت کس کام اور کس مقصد کے لئے کی جائے؟

1- دعوتِ دین: نوعِ انسانی کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے

2- اقامتِ دین: نوعِ انسانی کو ظالمانہ نظام سے بچانے کے لئے

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

”وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ وہ اس کو غالب کر دیں کل نظامِ زندگی پر۔“ (التوبہ: 33، الفتح: 28، الصف: 9)

- ختم نبوت کی وجہ نبی اکرمؐ کے ذمہ صرف دین کی دعوت ہی نہیں بلکہ اسلام کے عادلانہ نظام کو بالفعل قائم کرنا بھی تھا:

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (الشوریٰ: 15)

”اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔“

- دعوتِ دین کا کام نسبتاً آسان ہے لیکن اقامتِ دین کا کام مشکل ہے۔ عادلانہ نظام کا قیام بغیر تصادم کے ناممکن ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحدید: 25)

”بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو (نظامِ عدل) اُتارا تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔ اور ہم

نے لوہا بھی اُتارا ہے جس میں شدید جنگ کی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لئے دیگر فائدے بھی ہیں۔ تاکہ اللہ ظاہر کردے کہ کون غیب میں رہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔''

گویا ہمارے لئے نبی اکرمؐ کی نصرت کے دو میدان ہیں :

1- دعوتِ دین :

نوعِ انسان آج بھی ہدایت ربانی کی محتاج ہے لہذا خیر کی دعوت دینا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

2- اقامتِ دین :

اسلام کے عادلانہ نظام کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے نوعِ انسانی ظلم کا شکار ہے۔ لہذا عدل کا علمبردار بن کر کھڑا ہونا ہماری ذمہ داری ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (النساء: 135)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھڑے ہو جاؤ عدل کے علم بردار بن کر اللہ کے لئے گواہ ہوتے ہوئے۔''

- دعوتِ دین اور اقامتِ دین کا کام متفقہ سنت نبویؐ ہے۔ آغازِ بعثت سے آخری سانس تک آپؐ نے مسلسل اور متواتر یہ کام جاری رکھا۔
- نبی اکرمؐ اور آپؐ کے جانثار ساتھیوں نے بڑی پامردی سے دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کی اور مختصر وقت میں دنیا کے بڑے حصہ میں اسلام کا عادلانہ نظام غالب کر دیا لیکن رفتہ رفتہ ہماری کوتاہی سے اب یہ کیفیت ہے کہ بقول حالی :

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے

مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

- دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے حوالے سے نبی اکرمؐ کا مشن تا قیامِ قیامت زندہ ہے اور کار رسالت کی انجام دہی کی ذمہ داری اب امت مسلمہ پر ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرة: 143)

''اور اسی طرح سے ہم نے بنایا تمہیں درمیانی اُمت تاکہ تم گواہ بن جاؤ لوگوں پر اور رسول ﷺ گواہ بن جائیں تم پر۔''

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

- اتباعِ نبویؐ کا اصل تقاضہ ہے کہ اپنی جان، مال، اوقات اور صلاحیتوں کو دعوتِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد میں کھپایا جائے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

تعلق کی چوتھی بنیاد : اتباعِ قرآنِ حکیم :

- نبی اکرمؐ کے بعد ابدالآباد تک نبوت کا قائم مقام قرآنِ حکیم ہے۔

- قرآنِ حکیم ہمارے پاس نبی اکرمؐ کی نشانی اور امانت ہے۔
- خطبۂ حجۃ الوداع میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے درمیان ایسی شے (قرآن) چھوڑے جارہا ہوں کہ جب تک تم اس سے چمٹے رہو گے نہ برباد ہو گے اور نہ گمراہ" (مسلم)

- قرآنِ حکیم کی اتباع سے مراد ہے قرآنِ حکیم کے پانچ حقوق کی ادائیگی:

1 - قرآنِ حکیم پر قلبی یقین والا ایمان رکھنا
2 - قرآنِ حکیم کی پیروی کی نیت سے تلاوت کرنا
3- قرآنِ حکیم کو اپنی صلاحیت کے مطابق سمجھنا
4- قرآنِ حکیم پر عمل کرنا اور عمل کرانے کی کوشش کرنا
5- قرآنِ حکیم کو دوسروں تک پہنچانا

- قرآنِ حکیم کے ساتھ ہمارے تعلق کے حوالے سے نبی کریمؐ کا فرمان ہے:

"اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور اسے پھیلاؤ، اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس میں غور و فکر کرو تا کہ تم فلاح پاؤ" (بیہقی)

- قرآن کریم سے ہمارے موجودہ تعلق کی کیفیت یہ ہے کہ:
  - ریشمی جز دان میں لپیٹ کر رکھنا
  - بچیوں کو جہیز میں دینا
  - مرنے والے کے سرہانے پڑھنا
  - عدالتوں میں قسم کھانے کے لئے استعمال کرنا
  - پریشانی کے وقت فال کھولنے کے لئے استعمال کرنا
  - آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھنا
  - حسنِ قرأت کی محافل منعقد کرنا
  - حصول ثواب اور ایصالِ ثواب کی غرض سے تلاوت کرنا
- قرآنِ حکیم سے صحیح تعلق استوار نہ کرنا ہی ہمارے زوال کا سبب ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے:

"اللہ اس کتاب کی وجہ سے کچھ قوموں کو عزت و عروج عطا فرمائے گا اور (اسے ترک کردینے کی وجہ سے) دوسروں کو ذلت سے دوچار فرمائے گا (مسلم)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

- شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ کے نزدیک امت کے زوال کے دو اسباب ہیں:
  - قرآن کو چھوڑ دینا
  - آپس کے اختلافات

صاحبِ معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ صاحب شیخ الہندؒ کی رائے پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زوالِ امت کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے قرآن کو چھوڑ دینا کیوں کہ آپس کے اختلافات بھی قرآن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہی ہیں۔

(وحدتِ امت تالیف مفتی محمد شفیعؒ صاحب)

خلاصۂ کلام

"نبی کریم ﷺ سے تعلق ان چار بنیادوں یعنی ایمان، توقیر و تعظیم، نصرت اور اتباع قرآن کے ذریعہ سے صحیح طور پر استوار ہوگا اور آخرت کی کامیابی کے دروازے کھلیں گے"۔

☆ نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی موجودہ کیفیت :

- فرائض سے پہلوتہی
- اوامر ونواہی کی پرواہ نہیں
- چراغاں / جھنڈوں / جھنڈیوں کے ذریعہ تبذیر اور وسائل کا ضیاع
- اکثر وبیشتر چوری کی بجلی سے چراغاں
- شاندار جلسے وجلوس

اس وقت دنیا میں جگہ جگہ مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم کا بازار گرم ہے اور ان کی جانیں و عصمتیں پامال کی جارہی ہیں بقول اقبال :

حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی — تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ وگل ہیں ریاضِ ہستی میں — وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں — جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا دین آج دنیا میں کہیں غالب نہیں اور آپ ﷺ کی امت شدید مصائب والم سے دوچار ہے ، بقول اقبال:

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضہ سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

اور ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم آزادی، میلاد، شبِ براءت وغیرہ کے حوالے سے جشن مناتے رہتے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کرنے کا کام حدیث نبویؐ کی روشنی میں

"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں کوئی نبیؐ نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے کچھ حواری اور صحابی ہوتے تھے جو اس نبیؐ کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے احکامات کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین ایسے لوگ بن جاتے ہیں جو کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں اور کرتے وہ ہیں جس کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ تو جو کوئی ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور جو کوئی ان سے زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور جو کوئی ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں"۔ (مسلم)

سیرت النبی ﷺ اور اس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی حسبِ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیے

☆ نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
☆ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
☆ رسولِ کامل ﷺ
☆ اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ سورۂ احزاب کی روشنی میں
☆ نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت
☆ منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ
☆ معراج النبی ﷺ
☆ ختمِ نبوت کے دو مفہوم اور تکمیلِ رسالت کے عملی تقاضے

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

1- **لاہور** : 67-A، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

فون: 6316638 - 6366638 (042) فیکس: 6305110 (042)

ای میل: lahore@tanzeem.org

2- **اسلام آباد** : مکان نمبر 20، گلی نمبر 1، فیض آباد ہاؤسنگ اسکیم، نزد فلائی اوور برج 1-8/4

فون: 4434438(051) فیکس: 4435430(051)

ای میل: islamabad@tanzeem.org

3- **پشاور** : 18-A، ناصر مینشن، شوبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور

فون/فیکس: 214495 (091)

4 - **نوشہرہ**: آفس نمبر 4، دوسری منزل، کنٹونمنٹ پلازہ، نزد بس اسٹینڈ

فون: 610250(0923) فیکس: 613532(0923)

ای میل: nowshera@tanzeem.org

5 - **فیصل آباد**: P-157، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ، فیصل آباد

فون/فیکس: 624290 (041)

6- **ملتان** : قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، ملتان فون/فیکس: 521070 (061)

7 - **گوجرانوالہ**: خواجہ بلڈنگ، بیرون ایمن آبادی گیٹ، نزد شیرانوالہ باغ

فون: 271673 (0431)

8 - **جھنگ** : مکان نمبر B-XII-1088/I، محلہ چمن پورہ، جھنگ صدر

فون: 620637 (0471) فیکس: 614220 (0471)

9- **سکھر**: 7-A، ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر فون: 30641 (071)

10- **کوئٹہ**: 28 سید بلڈنگ، بالمقابل پبلک ہیلتھ اسکول، جناح روڈ فون: 842969(081)